بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۸ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ؛ ۲۵ تبوک ۱۳۵۳ ہش ؛ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۵ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضور کی چھوٹی پوتی عزیزہ نصرت جہاں نابیلہ سلمہا کا کل گرنے کی وجہ سے بازو ٹوٹ گیا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہڈی بطریق صحیح طور پر جڑ جائے اور عزیزہ سلمہا کو شفائے کامل و عاجل نصیب ہو۔ آمین

ضروری اطلاع:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جمعرات اور ہفتہ (۲۶ ستمبر و ۲۸ ستمبر) کو ملاقات نہیں ہوگی۔ احباب مطلع رہیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

خدائی جماعتیں طوفانوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہوتی ہیں

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۱۸؍اگست ۱۹۴۷ء میں خدائی جماعتوں کی ترقی کو ایک مثال سے واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ قابض بھی ہے اور باسط بھی ہے۔ جیسے جہاز کبھی اُوپر کو جاتا ہے اور کبھی نیچے کو جن لوگوں نے کبھی جہاز کے ذریعہ سمندر کا سفر کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ کبھی تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جہاز نیچے کو جا رہا ہے اور کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہاز اوپر کو جا رہا ہے حالانکہ جہاز سیدھا آگے کو بڑھ رہا ہوتا ہے مگر سفر کرنے والوں کا احساس یہی ہوتا ہے کہ جہاز کبھی نیچے کو جاتا ہے اور کبھی اُوپر کو جاتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ جہاز آگے کو چلتا ہے نہ کہ اُوپر یا نیچے کو۔ اور جہاز کا اُوپر یا نیچے ہونا اس کا اپنا اوپر یا نیچے ہونا نہیں ہوتا بلکہ سمندر کی لہروں کی بلندی یا پستی ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کی جماعتیں آندھیوں اور طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے کو چل رہی ہوتی ہیں اور وہ تمام رکاوٹوں سے محفوظ رہ کر آگے بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا جہاز سلامتی کے ساتھ اس منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ ان تمام وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ لیتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ کئے تھے۔ پس منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک ہی چیز کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کر لو۔ نبیوں کی جماعتوں کے اندر عجز اور انکسار ہونا چاہیئے تکبر اور

(باقی صفحہ ۶ پر)

ضروری اعلان

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں بیرون از ربوہ کے کسی احمدی بھائی یا بہن کو مسجد مبارک ربوہ میں معتکف ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کا خاص فیضان جو مشروط بشرائط ہے صرف افرادِ خاصہ پر فائض ہوتا ہے

ان افرادِ خاصہ یعنی جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے افضل و اعلیٰ ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ ہیں

"خدا آسمان و زمین کا نُور ہے یعنی ہر ایک نُور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں۔ اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی۔ اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اُسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرتِ ربّ العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علّت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اُسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حدِّ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں ظاہر فرمایا گیا۔ یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائز ہونے کے لئے کوئی قابلیّت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور اُنہیں افرادِ خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن میں اس کے قبول کرنے کی قابلیّت و استعداد موجود ہے یعنی نفوسِ کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جن میں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۷ حاشیہ ۱۱)

پبلشر: مسعود احمد ؛ پرنٹر: سید عبدالحی ؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۵ ماہ تبوک ۱۳۴۳ ہش

برکاتِ رمضان کا بنیادی سبب

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت رمضان کے مہینے کو اپنی بے شمار رحمتوں، برکتوں اور غیر معمولی فضلوں سے بھرپور و معمور بنایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں اِن رحمتوں، برکتوں اور غیر معمولی فضلوں کا بڑی تفصیل سے ذکر آتا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رمضان نزولِ رحمت کا مہینہ ہے، یہ مہینہ مغفرت کے اِذنِ عام کے لئے خاص ہے اور یہ کہ دوزخ سے نجات اور جنّت کے حصول سے اِس کا براہِ راست تعلّق ہے۔ پھر ایک اَور حدیث میں ہے رمضان شروع ہوتے ہی دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، جنّت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک اَور حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان میں رات کو اُٹھ کر نمازِ تہجد پڑھتا ہے اُس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ مزید برآں اِس ماہِ مبارک میں قرآنی ہدایت سے عملاً بہرہ ور ہونے اور اپنی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کی انسان میں اہلیت پیدا ہوتی ہے اسی لئے اِس مہینہ میں قرآنِ مجید کی تلاوت اور اس کے علوم و معارف کی تحصیل پر خاص زور دیا جاتا اور اس بارہ میں خاص تعہد اور شغف سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی پر بس نہیں دعاؤں کی قبولیت کا شرف اس مبارک مہینے میں خاص طور پر عطا ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جو مومن رمضان کی جملہ عبادات کو پوری شرائط کے ساتھ بجالاتا اور رمضان کے مہینہ کو اس طور پر گزارتا ہے جس طور پر اسے گزارنا چاہیئے تو اس کے ایک عظیم الشان ثمر کے طور پر اسے قربِ الٰہی کی نعمت میسّر آتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا اپنے ربّ کے ساتھ وصال ہو جاتا ہے اور اس کے دن اور رات اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اُس کی تائید و نصرت میں بسر ہونے لگتے ہیں۔

الغرض رمضان کی برکات کتب احادیث میں اِس کثرت سے بیان ہوئی ہیں کہ اگر ان کو یکجا کیا جائے اور ان کی حکمتوں کو وضاحت سے بیان کیا جائے تو اس کے لئے کئی دفتر درکار ہوں گے۔

رمضان کی ان عظیم الشان برکات پر اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ یہ برکات رمضان کا مہینہ شروع ہونے پر ہر مسلمان کو از خود حاصل نہیں ہونے لگتیں بلکہ ان کے حصول کے لئے اُسے ایک زبردست مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک مسلمان خود کوشش کر کے اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہ لائے اور محض رمضان کی برکات پر ایمان رکھنے کے باعث ہی وہ ان برکات سے متمتع ہوتا چلا جائے۔ ان سے متمتع وہی ہوتا ہے جو خود مجاہدہ کرے اور اپنے آپ کو ان برکات سے متمتع ہونے کا اہل ثابت کرے۔ جب وہ مجاہدہ کرتا اور اپنے آپ کو ان برکات کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے اندر روزوں نیز رمضان کی جملہ دیگر عبادات کے زیرِ اثر ایک بنیادی خوبی ایسی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اُس کا ان سب برکات سے متمتع ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ وہ بنیادی خوبی ہی رمضان کی عظیم الشان برکات کا بنیادی سبب ہوتی ہے اور وہ ہے تقویٰ کا حصول۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کی علّتِ غائی یہ بیان فرمائی ہے کہ تا کہ روزوں کو ان کی پوری شرائط کے ساتھ رکھنے والے تقویٰ کی صفت سے متصف ہوں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ (البقرہ آیت ۱۸۴)

یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم متقی بنو یعنی رُوحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روزوں کے نتیجہ میں تقویٰ کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ سو اس کے لئے **صوم** (یعنی روزہ) کے لغوی اور اصطلاحی معنوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ عربی میں صوم کے معنے بند ہو جانے اور رُک جانے کے ہیں۔ اسی لئے عربی میں کہتے ہیں صامت الھواء یعنی ہوا بند ہو گئی، صام الفرس یعنی گھوڑا چلتے چلتے رُک گیا، صام النھار یعنی دن رُک گیا اور مراد اس سے ہوتی ہے کہ دوپہر ہو گئی۔ اسی لئے شرعی اصطلاح میں صوم کے معنے ہیں فجر سے غروبِ شمس تک پیٹ میں کوئی چیز داخل کرنے اور جماع کرنے سے رُک جانا۔ حدیث سے بھی انہیں معنوں کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے لیس الصّیام من الاکل والشرب انّما الصّیام من اللغو والرفث یعنی روزہ کھانے پینے سے رُکنے کا نام نہیں بلکہ اسکے علاوہ روزہ نام ہے لغویات اور بیہودگیوں سے رُکنے کا۔ اِس حدیث میں صوم کا لفظ رُکنے اور بند ہونے کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔

ان معنوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم روزہ کی حقیقت پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ان تمام چیزوں کو استعمال میں لانے یعنی انہیں کھانے اور پینے سے رُک جاتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عام حالات میں اس کے لئے حلال اور طیب قرار دیا ہے۔ چیزیں اس کے سامنے موجود ہوتی ہیں اُدھر بھوک کی شدّت اسے ستا رہی ہوتی ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاء کی خاطر وقتی طور پر ان کے استعمال سے بھی رُک جاتا ہے۔ جب وہ حلال اور طیب چیزوں کے استعمال سے رُکتا ہے تو اس کا ایک لازمی اور طبعی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اُن چیزوں اور افعال سے از خود رُکتا بلکہ ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا جن سے خدا تعالیٰ نے بہر حال منع کیا ہے یعنی ہر قسم کی بُرائیوں کے ارتکاب کا امکان از خود کالعدم ہو جاتا ہے اور اسی کا نام تقویٰ ہے۔ سو تقویٰ کا حصول روزوں کے ایک منطقی نتیجہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اب جو لوگ رمضان کے روزے ان کی حکمت اور عملی تقاضوں کو پُورے طور پر سمجھتے ہوئے رکھتے ہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ تقویٰ کی صفت سے متصف نہ ہوں اور رمضان کی عظیم الشان برکات سے محروم رہیں۔ محروم وہی رہتے ہیں جو روزوں کے عملی تقاضوں کی چنداں پرواہ کئے بغیر محض بھوکا اور پیاسا رہنے کو کافی سمجھتے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ تقویٰ کی صفت سے متصف ہونے کے نتیجہ میں رمضان کی عظیم الشان برکات کیسے حاصل ہوتی ہیں اور ان سے متمتع ہونا کیسے ممکن ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ تقویٰ کی برکات اور اس کے عظیم الشان ثمرات کے ضمن میں اُن تمام برکات ہی کا ذکر کیا ہے جو فی الاصل رمضان ہی کی برکات ہیں۔ ہر وہ برکت جسے اللہ تعالیٰ نے احادیث نبوی کی رُو سے رمضان کے ساتھ مخصوص کیا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے تقویٰ کا ہی ثمرہ قرار دیا ہے۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے اور بہت تفصیل چاہتا ہے اسے ہم کسی اور وقت کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں فی الوقت ہم جس امر پر زور دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ رمضان کی عظیم الشان برکات کا راز اور بنیادی سبب یہ ہے کہ اسے پُوری شرائط کے ساتھ گزارنے کے نتیجہ میں انسان بآسانی تقویٰ کی صفت سے متصف ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کا اس صفت سے متصف ہونا ہی اسے رمضان کی عظیم الشان برکات سے متمتع ہونے کا اہل بناتا ہے۔ اس کے لئے فی الحقیقت دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے اور جنّت کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور شیطان ہمیشہ ہمیش کے لئے زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ قرآنی علوم و معارف سے حصّہ وافر اسے عطاء کیا جاتا ہے، قبولیتِ دعا کا شرف اُسے نصیب ہوتا ہے اور وہ قربِ الٰہی میں ترقی کر کے وصالِ الٰہی کے مرتبہ کو حاصل کرتا ہے اور تائید و نصرتِ الٰہی کا مورد بنتا ہے۔

پس رمضان کو اِس طور پر گزارنا کہ اس کے نتیجہ میں انسان تقویٰ اللہ کی صفت سے پُورے طور پر متصف ہو سکے ازبس ضروری ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہیں تو یہ فوزِ عظیم ہمارے عند اللہ مومن ہونے کے لئے کافی اور بسا کافی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کے فضائل... احادیث نبوی کی رو سے

(سلطان احمد پیر کوٹی)

رمضان المبارک کا مہینہ بڑا ہی بابرکت ہے اسے سال کے بارہ مہینوں پر بڑی فوقیت حاصل ہے۔ تنویر قلب کے سلسلہ میں اسے خاص امتیاز حاصل ہے اس میں الٰہی انوار و برکات کا خاص نزول ہوتا ہے۔ انسان کو قرب الٰہی کی عظیم نعمت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کو نہ صرف اپنی آخری اور کامل و مکمل شریعت کے نزول کے آغاز کے لئے مخصوص فرمایا کہ قرآن کریم میں اس کے بہت سے فضائل اور برکات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

احادیث نبویہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرزندان اسلام کو روزہ کی عبادت کی تلقین و تحریص فرماتے ہوئے رمضان المبارک کے بہت فضائل کا ذکر فرمایا ہے۔ جن سے اس ماہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے ذیل میں آپ کے بیان کردہ بعض فضائل درج کئے جاتے ہیں۔

(۱)

فرمایا:۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ
الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا
إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ
اللهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ
فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي
بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَ
طَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي
لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ
عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ
عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ
فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ
اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ
وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا
كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ
فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ
فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ
قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ
صَائِمٌ (متفق علیہ)

ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود ہوں روزہ دار اپنے شہوانی جذبات اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطار کے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ اپنے خدا سے ملاقی ہوتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزہ ایک ڈھال ہے پس تم میں سے جس کسی کا روزہ ہو وہ فحش بات نہ کرے۔ شور و غل نہ کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ اسے جواب نہ دے صرف یہ کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔

۱۔ ابن آدم کو اس کے ہر عمل کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملے گا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے روزہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے روزہ کا اجر اور ثواب بغیر حساب ہے کیونکہ اس کی جزا میں خود ہوں اور جب کسی کو خدا تعالیٰ جیسا وجود مل جائے اور وہ اس کی برکات افضال اور انوار کا مورد بن جائے تو اسے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہو سکتی خدا تعالیٰ کی ہر نعمت اسے بلا آتی ہے اور وہ ہر شر سے محفوظ ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کے قرب کو کسی حساب میں محدود نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالیٰ کا قرب مل جائے تو دنیا کے سارے حساب ختم ہو جاتے ہیں۔

۲۔ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک خوشی تو اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اس نے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ایک وقت تک کھانا پینا چھوڑا تھا اور اب وہ خدا کے حکم کے ماتحت کھانا پینا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی حقیقت کو پا لینے میں اس کے لئے بڑی خوشی کے سامان ہوتے ہیں۔

دوسری خوشی اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ اپنے رب سے ملاقی ہوتا ہے۔ کم خوری اور ایک حد تک بھوکا پیاسا رہنے سے روحانی قوتوں کو جلا ملتی ہے۔ انسانی حس تیز ہو جاتی ہے اور جب شخص زائد جسمانی مادوں کے ختم ہونے سے اپنے دل میں ایک خاص نورانی اور روحانی کیفیت محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ ہوتے ہوتے وہ کشوف و الہام اور رویا و الہام سے مشرف ہوتا ہے اور جس شخص کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف مل جائے اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے

۳۔ روزہ دار کے منہ میں روزہ کی وجہ سے ایک خاص قسم کی بو پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چونکہ اس شخص نے ہماری خاطر کھانا پینا چھوڑا ہے اس نے ہماری خاطر اپنی خواہشات کو ترک کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے منہ میں بو پیدا ہو گئی ہے۔ اسلئے یہ بو ہمیں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے گویا روزہ دار روزہ کی بجا آوری کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

۴۔ روزہ بطور ڈھال کے ہے لیکن ذریعہ انسان ہر شر سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ ذریعہ انسان ان تمام شیطانی کا مقابلہ کر سکتا ہے جو اس کی اندرونی طاقت اور قوت پر غالب آنے والی ہوں۔ روزہ نہ صرف روحانی شیطان اور بیماریوں سے مومن کو نجات دیتا ہے بلکہ وہ ظاہری بیماریوں اور تکالیف سے بھی اسے محفوظ رکھتا ہے روزہ انسان کے جسم سے ان زہریلے مادوں کو نکالتا ہے جو اس میں ضعف اور بڑھاپے کا موجب ہوتے ہیں نیز روزہ کے ذریعہ انسان میں مشقت کے برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے جو اسے کئی مصائب اور تکالیف سے بچاتی ہے۔

۵۔ روزہ کی ڈھال سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر روحانی نقصان دہ سامان چیز سے بچے نہ جھوٹ بولے۔ نہ گالیاں دے نہ غیبت کرے نہ کسی سے جھگڑا کرے لغو اور بری باتیں زبان پر نہ لائے اور اگر کوئی احمق زیادتی کرے۔ اسے گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ جواب دینے کی بجائے صرف یہ کہدے۔ میں روزہ دار ہوں۔

(۲)

رمضان المبارک میں آسمانی رحمتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں بڑی کثرت سے نزول رحمت الٰہی شروع ہوتا ہے اور اس رحمت کا موجود انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی توفیق پاتا ہے اور اس کی قبولیت کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ وہ معاصی سے بچنے لگ جاتا ہے اور تباہی سے رک جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ
وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ
أَبْوَابُ النِّيرَانِ فَلَمْ يُفْتَحْ
مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ
الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ
مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ
يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ
وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ
وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ
وَذَالِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ

(ترمذی)

جب رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن جکڑ دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے طالب! نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے بدی کا ارادہ کرنے والے تو بدی سے رک جا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس میں بہت سے لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے اور ایسا ہر رات کا ہوا ہی رمضان المبارک میں ہوتا ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض رمضان المبارک بڑا با برکت مہینہ ہے۔ یہ روحانی ترغیبات کا بڑا عمدہ موقع ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مہیا فرمایا ہے اس ماہ کی عبادت کی وجہ سے ماحول میں یکدم تبدیلی آجاتی ہے، ہر طرف ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم ہو رہی ہوتی ہے درس قرآن کریم و احادیث نبوی ہوتا ہے۔ وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ اور اسطرح نیکی اور سعادت کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے چونکہ اکثر لوگ ان دنوں گناہ سے پرہیز کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اسلئے شیطانی وساوس سے وہ محفوظ ہوتے ہیں۔ گویا یہ مبارک مہینہ نیکی کی مدد کرتا ہے۔ اگر ایک بندہ خدا کی رضا کی خاطر اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر عبادت کرتا ہے تو آسمانی غضب آسمانی ناراضگی اور آسمانی لعنت کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں آسمانی رحمتوں کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں شیطان اور شیطانی طاقتوں کیلئے کوئی راہ باقی نہیں رہتی جس میں داخل ہو کر وہ مومنوں کے متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈال سکیں ہر طرف جنت کے دروازے نظر آتے ہیں نہ کوئی جھگڑا ہے، نہ چوری، نہ کسی کی عزت خطرہ میں ہوتی ہے، نہ مال ہر طرف محبت اور ہمدردی اور رحمت و برکت کی جلوہ فگنی ہوتی ہے لیکن اگر کوئی شخص اس مہینہ میں لذائذ اور خدا کی رضا کی خاطر روزے نہیں رکھتا وہ شرائط روزہ کو پورا نہیں کرتا۔ وہ ٹھیک سمجھ کر یا رسم کے طور پہ روزہ رکھتا ہے تو وہ خدا کی رحمت اور مغفرت کی بجائے خدا تعالیٰ کی لعنت کو اختیار کر لیتا ہے اور جہنم کے دروازے اپنے اوپر کھول لیتا ہے فرمایا۔

- ۳ -

الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ۔

(البیہقی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے روزہ کہے گا۔ اے میرے خدا میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکے رکھا۔ پس تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا یعنی یہ رات کو نوافل اور تلاوت قرآن کریم میں مشغول رہا۔ اور نیند کو اس نے تیاگ دیا۔ پس تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائیگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان پوری شرائط کے ساتھ روزے رکھتا ہے۔ روزہ کے آداب کو ملحوظ رکھتا ہے۔ پھر قرآن کریم کی خلوص نیت سے تلاوت کرتا ہے اور اس کے معارف و حقائق کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضا کی جنت عطا کرتا ہے روزہ کی عبادت کے متعلق دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا قرب اور وصال نصیب ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی جزا بنتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو وہ بہرحال اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہوگا۔ کون ہے جو اسے ایسا کرنے سے روکے اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ عظیم ہدایت ہے جو اس کی تلاوت کرے گا اور اس کے احکام کو بجا لائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کریگا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے ان کو آسمان پر عزت دی جائیگی" (کشتی نوح)

- ۴ -

جب کوئی شخص روزہ کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کو بوجھ نہیں سمجھتا۔ وہ طیب خاطر سے اور بشاشت قلب کے ساتھ اس عبادت کو بجا لاتا ہے اس کے دل میں یہ جوش ہوتا ہے کہ میں ہر قربانی دیکر خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرونگا اور وہ اس ایمان پر قائم ہوتا ہے کہ اگر میں نے اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنی ہے تو مجھے ان راہوں پر چلنا پڑے گا۔ جو میرے لئے خدا اور قرآن کریم نے کھولی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی بشری کمزوریوں کو اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے ڈھانپ لیگا۔ اپنے نور سے اسے منور کریگا اور اپنی رضا کی جنت میں اسے داخل کریگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(بخاری)

یعنی جو شخص روزہ کی عبادت کو محض رسم اور جبری کے طور پر نہیں بجا لاتا بلکہ وہ اسے شریعت حقہ کا حکم جانتے ہوئے اور فرضیت رمضان پر اعتقاد رکھتے ہوئے خلوص قلب سے ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے گویا سال بھر کے زہروں اور گناہوں کے برے اثرات کو دور کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ رمضان کے روزے ہیں

- ۵ -

رمضان المبارک شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ یعنی ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اس میں روزہ کی عبادت بجا لانے کے نتیجہ میں انسانوں کا باہمی رابطہ بڑھتا ہے اور ہمدردیٔ نوع کا جذبہ ابھرتا ہے روزہ کے دوران جب ایک مومن باوجود توفیق کے صبح سے شام تک کھاتا پیتا نہیں وہ دنیوی نعمتوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو اس کے اندر اپنے بھائیوں کی خبرگیری محتاجوں کی احتیاج کو دور کرنے اور غریبوں کی بھوک مٹانے کا خیال پیدا ہوتا ہے اسے پورا احساس ہو جاتا ہے۔ کہ غریب انسانوں کو بھوکے پیاسے رہ کر کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ روزہ میں صحیح فائدہ صرف اسی صورت میں اٹھایا جا سکتا ہے کہ روزہ دار جود و سخا اور صدقہ و خیرات کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کرے اور حسب توفیق اپنے بنی نوع کی مدد کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

(بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور زیادہ تر سخاوت آپ رمضان میں فرمایا کرتے تھے جبکہ جبریل علیہ السلام رمضان کے مہینہ میں ہر رات آپ سے ملا کرتے تھے اور قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش لانے والی ہوا سے بھی اپنے جود و کرم میں بڑھ جاتے۔

غرض رمضان انسان کو اس امر کی عادت ڈالتا ہے کہ خود تو ایک وقت تک اپنی موجودہ اور پسندیدہ اشیاء سے ہاتھ روک لے۔ اپنی خواہشات کو نظرانداز کر دے لیکن دوسروں کو ان کے ذریعہ فائدہ پہنچائے۔ انہیں کھانا کھلائے لباس پہنائے۔ ان کی دیگر ضروریات پوری کرے اور دنیا کا نظام تمدن اسی بات پر قائم ہے کہ انسان اپنی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر دوسرے لوگوں کی ضرورت کو پورا کرے۔

- ۶ -

رمضان المبارک قرآن کریم کی وحی کے نزول کی یادگار ہے یعنی یہ ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کی وحی نازل ہونا شروع ہوئی اور پھر جب تک وحی ختم نہیں ہوئی ہر سال رمضان المبارک کی ہر رات حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر قرآن کریم کا دور کرتے۔ چنانچہ بخاری میں ہے۔

كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ

جبریل علیہ السلام رمضان کے مہینہ میں ہر رات آپ کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے۔

مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا۔

إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْآنَ مَرَّتَيْنِ۔

(زرقانی)

یعنی جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان المبارک میں تمام قرآن کریم کا میرے ساتھ دور کیا کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو دفعہ دور فرمایا ہے۔ گویا حضور کے وصال کی طرف اشارہ تھا۔

پس رمضان المبارک کی یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل و مکمل کتاب قرآن کریم کی وحی شروع ہوئی۔ یہ قرآنی وحی کے نزول کے آغاز کی یادگار ہے۔ اس یادگار کو صحیح طور پر منانے کیلئے ضروری ہے کہ اسی ماہ تلاوت قرآن کریم کیطرف خاص طور پر توجہ دی جائے۔ اس کے معانی اور حقائق پر غور و تدبر کیا جائے اور اس ماہ میں قرآن کریم سیکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری عبد الغفور صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

(مکرمہ صادقہ کریمہ صاحبہ دار البرکات ربوہ)

میرے پیارے تایا جان محترم چوہدری عبد الغفور صاحب مرحوم آف مراڑہ ضلع سیالکوٹ مورخہ ۲۰ فروری کی صبح چار بجے تقریباً اسّی سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

جب ہمارے دادا جان محترم چوہدری رحیم بخش صاحب کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر کوئی دس سال ہوگی۔ دادا صاحب مرحوم کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد آپ کے ماموں جان دادی جان مرحومہ اور آپ تینوں بھائیوں کو لے آئے اور آپ ہمیشہ کیلئے ننھیال کے ہو گئے۔ مرحوم کی شادی ان کے ماموں حضرت چوہدری ولیداد خاں صاحب (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) کی صاحبزادی رسول بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ آپ غالباً ۱۹۱۰ء میں قادیان دارالامان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہوئے۔ آپ ہاکی کھیلا کرتے تھے اور غالباً کچھ عرصہ ٹیم کے کپتان بھی رہے۔ اُن ایام میں یہ سکول ڈسٹرکٹ کھیلوں میں ہاکی اور فٹ بال میں ہمیشہ نمایاں پوزیشن سے جیت کر ڈویژنل کھیلوں میں شامل ہوتا اور بڑی اچھی پوزیشن حاصل کرتا۔

قادیان میں رہائش کے دوران آپ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے کلاس فیلو بھی تھے۔ تعلیمی حالت بھی آپ کی کافی اچھی تھی۔ حضرت مولانا محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ جو اُس وقت سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے نے جو سرٹیفکیٹ انہیں عطا فرمایا اُس کا ایک فقرہ یہ تھا:-

As regards English, he seems to have a sort of command over it.

سکول سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ آپ انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں بھی کام کرتے رہے۔

ملازمت کے سلسلہ میں آپ حضرت چوہدری شیخ احمد صاحب مرحوم کے ساتھ شملہ گئے اور گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر میں ملازم ہوئے۔ آپ مختلف محکموں میں کام کرتے رہے اور بالآخر پاکستان گورنمنٹ کے محکمہ منسٹری آف فارن افیئرز کراچی سے بعہدہ سپرنٹنڈنٹ ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کی ملازمت کا زیادہ حصہ شملہ و دہلی میں گزرا۔ بچپن ہی سے خاندان کے دوسرے ممبروں کی نسبت ہر پہلو سے بہت خوش قسمت رہے۔

جب میں نے ہوش سنبھالا تو خود کو اپنے دادا، دادی اور نانا نانی سے محروم پایا۔ اس طرح یہ خاندانی بزرگی کی سعادت بھی میرے تایا جان کو ہی نصیب ہوئی۔ یہی وجہ تھی کہ ہم سب بھائی بہنوں کو اپنے پیارے تایا جان سے والہانہ عقیدت اور بے پناہ محبت تھی۔ ہماری یہ والہانہ عقیدت کچھ ہماری خوبی نہ تھی بلکہ یہ تایا جان کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے تھی۔

پیارے تایا جان کو خدا تعالیٰ نے جیسی پیاری شکل و صورت سے نوازا ویسے ہی فراخدلی سے نیکی، خوش خلقی، ملنساری صبر اور قناعت جیسے اوصاف آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیئے تھے۔ طبیعت سادہ پائی تھی۔ سُنا ہے جوانی میں خاصے خوش پوش ہوا کرتے تھے۔

میں نے پیارے تایا جان کو ہمیشہ مسکراتے دیکھا۔ آپ جہاں بھی رہے اپنے ملنے والوں میں بوجہ ذاتی شرافت، حُسنِ اخلاق، اعلیٰ عادات، اعلیٰ اوصاف نہایت ہی عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ بھائیوں سے بھی بہت اچھا سلوک تھا کبھی ناراض ہونا تو درکنار، کبھی اُونچی آواز سے بھی نہ بُلایا۔ بعض اعزاء کو تعلیم حاصل کرنے میں مالی امداد بھی دی۔ اگر کوئی کسی کی شکایت بھی کرتا تو مسکراتے ہوئے فرماتے، سختی اور زیادتی کرنے والا خود ہی شرمسار ہوگا، آپ خیال ہی نہ کریں۔ اُن کی ساری زندگی میں کسی رشتہ دار سے تو کجا کسی ملنے والے سے بھی معمولی رنجش بھی نہ ہوئی۔ غصّے میں آنا تو بہت دُور کی بات ہے میں نے اُنہیں کبھی کسی سے اُونچی آواز سے بولتے بھی نہ پایا۔ ساری زندگی خدا تعالیٰ نے اُنہیں صدمات اور تکالیف سے محفوظ رکھا۔ سوائے ایک صدمہ کے اور وہ بھی اُنہیں عین بڑھاپے میں برداشت کرنا پڑا۔ یہ صدمہ آپ کی بیٹی سعیدہ بیگم اور داماد لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک مرحوم کی ترکی میں اچانک حادثاتی وفات کا تھا۔ اس موقع پر آپ نے صبر کا نہایت عمدہ نمونہ دکھایا۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے اس پیارے بزرگ کو اپنے قرب جگہ عطاء فرمائے اور ان کی وفات کی وجہ سے خاندان میں جو خلاء پیدا ہوا ہے، محض اپنے فضل سے پُر فرمائے، اُن کی اولاد کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اُن کا گلشن ہمیشہ آباد رہے۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین۔

زکوٰۃ اور ماہِ رمضان المبارک

ادائیگی زکوٰۃ کے لئے اگرچہ کسی خاص مہینے کی تخصیص نہیں۔ جس مال کو جمع ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر جائے اُس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ تاہم بعض دوست برکت و ثواب کے حصول کے لئے رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی ادائیگی فرماتے ہیں۔

ایسے مخلص اور ایثار پیشہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ رمضان المبارک اپنے تمام ترفیوض و برکات کے ساتھ آچکا ہے۔ اس لئے اپنی واجب الادا زکوٰۃ کی جلد ادائیگی فرماویں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں شب و روز برکت پیدا کرے۔ آمین

(ناظر بیت المال۔ آمد۔ ربوہ)

تحریکِ جدید کی آخری سہ ماہی

یکم ظہور (اگست) سے تحریک جدید کی آخری سہ ماہی شروع ہو چکی ہے۔ ہر عہدیدار جماعت کو جائزہ لینا چاہیئے کہ وہ اپنے وعدوں کا کس قدر حصہ وصول کر کے مرکز میں پہنچا چکے ہیں۔ اختتام سال سے پہلے سو فیصدی وصولی کا اہتمام فرمایا جائے۔

کوشش فرمائی جائے اِس سال کو وصولی کے اعتبار سے ایک **مثالی سال** بنایا جائے۔ اگر اشاعتِ اسلام کے جذبہ سے یہ اہتمام کیا جائے تو ہم خرما و ہم ثواب والا معاملہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جملہ جماعتوں کو اِس کی توفیق سعید بخشے۔ آمین

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

ضرورت نگران تعمیرات صدر انجمن احمدیہ

صدر انجمن احمدیہ کو اپنی تعمیرات کی دیکھ بھال اور نئی عمارتوں کی تعمیر کی نگرانی کے لئے ماہرِ فن کم از کم اوور سیر کلاس پاس، مستعد اور مخلص دوست کی ضرورت ہے۔ جو اِس صیغہ کے افسر صیغہ کی حیثیت سے کام کرے گا۔

تنخواہ حسب قابلیت دی جائے گی۔ چالیس سال سے کم عمر کے کارکن کو صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق، مفت علاج، رخصتوں، پنشن و P.F کے حقوق حاصل ہوں گے۔

نیز چالیس سال سے زائد عمر کے دوست جن کی صحت اچھی ہو۔ وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ انہیں بالمقطع الاؤنس پر رکھا جائے گا۔

مرکز سلسلہ میں رہائش کے خواہشمند دوستوں کے لئے بہت اچھا موقع ہے۔

درخواست دہندگان اپنی درخواستیں امیر یا صدر مقامی انجمن احمدیہ کے ذریعہ معہ نقول سرٹیفکیٹ وعمر جلد بھجوادیں۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

ضرورت ہے

مجھے اپنے میڈیکل سٹور میں تجربہ کار سیلزمین جو میڈیکل سٹورز کا تجربہ رکھتا ہو خواہ کوالیفائیڈ ہو یا نہ ہو۔ کی فوری ضرورت ہے۔

خواہشمند دوست فوری طور پر مجھ سے مل کر تصفیہ کر لیں۔

محمود الحسن قریشی

میڈیسن ہاؤس کچہری بازار سرگودھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ کسی ایک عملِ صالح کا نام نہیں بلکہ تمام نیک اعمال و اقوال کی کیفیت کا نام تقویٰ ہے

اس کا تعلق ہر قول اور ہر اعتقاد اور ہر فعل کے ساتھ ہے جو صالح، نیک اور پاک ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء میں تقویٰ کی بنیادی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:-

"قرآن کریم میں جس قدر زور تقویٰ کے اختیار کرنے پر دیا گیا ہے اتنا کسی اور حکم کے متعلق نہیں دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ کسی ایک نیک بات یا پاک اعتقاد یا صالح عمل کا نام نہیں بلکہ تمام اعمال کی کیفیت کا نام ہے تمام نیک اقوال کی کیفیت کا نام ہے، تمام پاکیزہ اعتقادات جو رکھے جاتے ہیں ان کی کیفیت کا نام ہے۔ اس کا تعلق ہر قول اور ہر اعتقاد اور ہر فعل کے ساتھ ہے جو صالح ہو نیک اور پاک ہو۔ شروع میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں ہمیں بڑے زور کے ساتھ اس طرف متوجہ کیا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ الکتاب تم پر نازل کی جا رہی ہے، جس کے اندر کوئی ریب راہ نہیں پا سکتا۔ ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ جس کے بغیر ہم حقیقی معنی میں نہ دنیوی ارتقائی منازل طے کر سکتے ہیں نہ روحانی بلندیوں تک پہنچ سکتے ہیں وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جا رہا ہے اَلْکِتٰبُ اور لَا رَیْبَ فِیْہِ اس کی صفات ہیں لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ایک ہدایت نامہ ایک نہایت ہی حسین تعلیم، ایک ایسی شریعت جو زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچانے والی ہے تمہارے ہاتھ میں دی جا رہی ہے لیکن یہ نہ بھولنا کہ یہ شریعت صرف ان لوگوں کو کامیابی تک پہنچانے والی ہے جو مضبوطی کے ساتھ تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بڑی نمازیں پڑھنے والا ہو، اگر کوئی شخص بظاہر اپنے مال کو مستحقین میں بڑا ہی خرچ کرنے والا ہو، اگر کسی شخص کی زبان نہایت ہی میٹھی ہو، اگر کوئی بظاہر انتہائی ہمدردی اور خیر خواہی کرنے والا ہو لیکن اگر اس کے یہ اعمال تقویٰ کی بنیادوں پر قائم نہیں کئے جاتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور قبول نہیں ہو سکتے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ مکمل ہدایت نامہ ہے پوری طرح اس پر عمل کر کے بھی اگر تقویٰ سے خالی ہو کامیابی کو تم نہیں پا سکتے۔ کامیابی کو وہی پائیں گے جو تقویٰ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اسلامی احکام کی پابندی کریں گے۔

دوسری جگہ اسی کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ جو شخص تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرے گا اس کے اعمال قبولیت کا درجہ حاصل کریں گے ورنہ وہ ردّ کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر کسی ثواب کا فیصلہ نہیں کرے گا۔ تو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہی لوگ اس ہدایت سے فائدہ اُٹھائیں گے اور اٹھانے والے ہوں گے جو اتقاء کی صفت میں استحکام اختیار کریں گے، جن کا تقویٰ بڑی مضبوط بنیادوں کے اوپر قائم ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول نہیں کرے گا۔ تقویٰ بھی (جیسا کہ ہر دوسری چیز) اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی کہ تقویٰ کے طریق پر ان کے قدم کو خود اس نے مضبوط کر دیا ہے۔ انسان اپنی کوشش سے اور اپنی جدّوجہد سے تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم نہیں مار سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے یہ معنی کئے ہیں۔ آپ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۱، ۵۲ میں فرماتے ہیں:-

"اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔"

قرآن کریم نے تقویٰ کے اس معنی کو مختلف مقامات پر بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ (حجرات آیت ۸) یہاں بھی تقویٰ کے معنی ایک نہایت حسین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ایمان کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا کی وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اور تمہارے دلوں کو اس نے اپنے فضل سے اس حقیقت تک پہنچا دیا کہ حقیقی روحانی خوبصورتی تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں اور نہ روحانی بدصورتی سے تقویٰ کے بغیر بچا جا سکتا ہے۔"

(الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۲-۳)

ضروری گذارش

(محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احبابِ جماعت کے تعاون سے فضلِ عمر ہسپتال میں غرباء اور نادار مریضوں کا علاج صدقات کی رقوم سے مفت ہو رہا ہے مگر اب کچھ عرصہ سے صدقات کی رقوم بہت کم آ رہی ہیں جس سے ڈر ہے کہ یہ کارِ ثواب بند نہ کرنا پڑے۔ لہذا احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کا خیال رکھیں اور ان کے علاج کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم ارسال فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں مومن صدقات بہت دیتا ہے لہذا احباب ان بابرکت ایام میں خاص طور پر اپنے غریب بھائیوں کا خیال رکھیں۔ افسوس ہے کہ بوجہ جگہ کی قلت کے الفضل میں صدقات دینے والوں کے نام جلد شائع نہیں ہو سکے۔ لہذا بزرگان اور احبابِ جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ ان سب کے لئے آجکل خصوصیت سے دعائیں فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اور ان کے اہل و عیال کا ہر رنگ میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین

درخواستِ دعا:- مکرم مولوی فضل کریم تبسم صاحب ملیریا بخار سے بیمار رہے ہیں۔ بخار کا تو اب آرام ہے لیکن شنوائی پر بہت اثر پڑا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مکرم مولوی صاحب کو جلد از جلد صحت عطا فرمائے اور خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین

(وکالتِ تبشیر)

ضروری تصحیح

الفضل مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۴ء کے صفحہ ۶ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء کا ایک اقتباس شائع ہوا ہے اس کے کالم اوّل کی سطر ۹ میں سہوِ کتابت سے "اب" کا لفظ زائد شائع ہو گیا ہے اس زائد لفظ کو حذف کر کے فقرہ یوں پڑھا جائے:-

"حقیقی طور پر وہی واحد یگانہ ہے"

قارئینِ کرام اس کے مطابق تصحیح فرمائیں۔

(ادارہ)

خدائی جماعتیں طوفانوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہوتی ہیں

(بقیہ صفحہ اوّل)

غرور نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کے اندر کبھی یہ احساس نہیں پایا جانا چاہیئے کہ ہم فلاں کام کو اپنی طاقت کے ساتھ یوں کر دیں گے۔ اگر وہ فی الحقیقت زور سے ایسا کر لیں تو خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی معجز نمائی کیا رہ گئی۔"

(خطباتِ محمود جلد اوّل صفحہ ۲۹۵)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴